محمد عبداللہ غازی
پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اردو، نمل، اسلام آباد
ڈاکٹر نعیم مظہر
استاد شعبہ اردو، نمل، اسلام آباد

# نستعلیق رسم الخط: ایجاد اور استعمال

**Mr. M. Abdullah Ghazi**
Scholar PhD Urdu, NUML, Islamabad
**Dr. Naeem Mazhar**
Associate Professor, NUML, Islamabad

## Nasta'leeq Script: Invention And Use

Every language is written in one or the other script. The major languages of the world are alive and thriving due to their unique script. The scripts of different languages are also changing. There is a large collection of scientific and literary works written in Nasta'leeq in Urdu. The role of calligraphers in the promotion of Nastaleeq is also valuable. Calligraphy also contributed to the practice of this script. Today, the Nasta'leeq script is further divided into two parts, known as Noori Nasta'leeq and Lahori Nasta'leeq. This script is written in several South Asian countries, including Pakistan, India and Bangladesh. And many languages use this script. There is no doubt that charm, beauty and elegance are found in the Nasta'leeq script.

**Key words:** *Script, Nastaleeq, Pakistan, Urdu, Language, Calligraphy, Unique , Promotion, Naskh.*

ہر زبان کسی نہ کسی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے دنیا کی بڑی بڑی زبانیں اپنے منفرد رسم الخط کی بدولت زندہ ہیں اور ارتقائی منازل طے کر رہی ہیں۔ مختلف زبانوں کے رسم الخط تبدیل بھی ہوتے رہے ہیں۔ اردو میں نستعلیق میں تحریر شدہ بڑا علمی و ادبی ذخیرہ موجود ہے۔ نستعلیق کے فروغ میں خطاطوں کا کردار بھی قابل قدر ہے۔

خطاطی نے بھی اس رسم الخط کو رواج دینے میں اپنا حصہ ڈالا۔ خط نستعلیق کو آج مزید دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جو نوری نستعلیق اور لاہوری نستعلیق کے نام سے اپنی پہچان رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ کمپیوٹر ان پیج کے ذریعے بھی نستعلیق کو فروغ ملا اس لیے عصرِ حاضر میں دیگر سوفٹ ویئرز کے استعمال اور ان کے مسائل کی نوعیت کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔ جہاں نستعلیق کے فروغ اور پذیرائی کی صورتیں سامنے آئیں وہیں نستعلیق کی مشکلات اور مسائل بھی سامنے آئے۔ اس خط کی اثر پذیری، اہمیت، فوائد اور نقصانات کا تعمیری تجزیہ اس صورت میں ہو سکتا ہے جب نستعلیق کا ارتقائی جائزہ لیتے ہوئے دوسرے رسم الخط کے ساتھ اس کا تقابل کر کے اس بات کی نشان دہی کرنا کہ اردو کے لیے کون سا رسم الخط موزوں ترین ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ نستعلیق کے بنیادی اصول و قواعد سامنے لاتے ہوئے تدریسِ نستعلیق سائینٹیفک بنیادوں پر استوار کرنا تاکہ اسے سیکھنے اور لکھنے میں درپیش مشکلات کم ہو سکیں تا کہ پرائمری سطح کے طلبہ بھی اسے آسانی سے سیکھ سکیں اور نہ صرف درست بلکہ خوشخط بھی لکھ سکیں۔ خصوص بالخصوص نستعلیق رسم الخط کی تدریس کو غیر ملکی طلبہ کے لیے ممکنہ حد تک آسان بنانا اور اس کاوش کو عملی جامعہ پہنانے کے لیے نئے سوفٹ ویئر کے امکانات بھی واضح ہونے چاہییں۔ نستعلیق کی تدریس پرائمری سطح سے لے کر سیکنڈری اور جامعاتی سطح پر ضروری ہے اور اپنا بھرپور جواز رکھتی ہے چونکہ جتنا درست جملہ بولنا ضروری ہے اتنا ہی درست اور اغلاط سے پاک جملہ لکھنا بھی ضروری ہے۔ مگر اس مقالے میں اسی رسم الخط "نستعلیق" کے بارے میں مختصر جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

نستعلیق رسم الخط کو جاننے سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خط کی تعریف کو بیان کیا جائے تو پروفیسر ضیا احمد بدایونی اس ضمن لکھتے ہیں:

> "خط یا تحریر و کتابت افکار و تصورات کو حروف یا دیگر قسم کی اشکال کے ذریعے مادی اشیا پر منقوش کر کے قلم بند کرنے کا نام ہے۔"(۱)

مندرجہ بالا اقتباس سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ کسی بھی شکل کے کچھ نقوش ہیں جنھیں کسی مادی چیز پر قلم بند کر لیا جاتا ہے۔ جن کو ایک خاص آواز کے متبادل سمجھ کر پڑھا اور لکھا جاتا ہے۔ اب ہم جانتے ہیں کہ نستعلیق کیا

ہے اور یہ کیسے وجود میں آ گیا۔ اتنا تو سبھی جانتے ہیں کہ نستعلیق خط کے ماخذ دو خط "نسخ اور تعلیق" ہیں۔ یعنی نستعلیق خط نسخ اور تعلیق کا مرکب ہے۔ اس لیے نستعلیق کی اردو میں اہمیت سمجھنے اور استعمال کی خوبصورتی کو جاننے کے لیے ان دو خطوط کا طائرانہ جائزہ بھی ضروری ہے۔

عموماً اور خصوصاً ہر دو صورتوں میں آج بھی قران مجید لکھنے کا خط "خطِ نسخ" ہی ہے۔ یہ عربی کا سب سے معتبر اور سب سے زیادہ استعمال ہونے والا خط ہے۔ اس خط کا موجد عباسی وزیر ابنِ مقلہ شیر ازی تھا۔[۲] جس نے تین عباسی خلفا کا دور دیکھا اور اس قدر ذہین و مدبر سیاست دان تھا کہ تینوں خلفا نے اسے اپنا وزیر مقرر کیا۔ عربی رسم الخط اور خطاطی میں کوئی بھی اس کی ہم سری اور برابری کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اس نے خط نسخ کے علاوہ بھی کئی ایک خطوط ایجاد کیے جن میں خصوصیت کے ساتھ "خطِ ریحان، خطِ محقق، خطِ توقیع، خطِ رقعہ اور خطِ ثلث" شامل ہیں۔ نسخ یعنی خاتمہ اور کاٹنا کے ہیں اور عربی میں اس کا ایک معنی "لکھنا" بھی ہے اور اس خط کے نام کے بارے میں یہ دونوں رائے موجود ہیں کہ یہ خط جب رائج ہوا تو پہلے سے موجود تمام خطوط کا ناسخ ثابت ہوا اس لیے اس کا نام "نسخ" پڑا، مگر یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی۔ عربی میں اس کی خوبصورتی کو دیکھتی ہوئے اسے رائج کیا گیا اور پھر اس کی خوبصورتی کو روا بھی رکھا گیا۔ موخر الذکر معنی ہی اس کی وجہِ تسمیہ ہو سکتی ہے۔ اس خط کی خوبصورتی کے لیے اس کے موجد نے جو ہدایات دیں ان کا جاننا خطِ نستعلیق کی خوبصورتی اور اس کی اہمیت کو جاننے کے لیے اہم ہے۔ ابنِ مقلہ شیر ازی کے مطابق خطِ نسخ کو لکھنے لیے ضروری ہے کہ:

۱۔ حروف کی اشکال کو متدیر اور خوبصورت بنایا جائے۔

۲۔ حروف کی ساخت میں اور موٹائی اور باریکی والے حصوں پر خاص خیال رکھا جائے۔

۳۔ حروف کی ساخت میں قواعد و ضوابط کی مکمل پابندی کی جائے۔

۴۔ عمودی، اُفقی اور قوسی حروف بناتے وقت ہندسے اور پیمانے کا خاص خیال رکھا جائے۔

۵۔ قلم پر ہاتھ کی گرفت مضبوط ہو مگر قلم کی روانی میں سختی پیدا نہ ہونے پائے۔[۳]

خطِ نسخ کو جاننے کے بعد ضروری ہے کہ خطِ تعلیق کے بارے میں بھی جانا جائے تاکہ اندازہ ہوسکے کہ ان دونوں کے ملاپ سے جو خطِ نستعلیق ایجاد ہوا اس کی خوبصورتی اور استعمال کی اس قدر اہمیت کیوں ہے۔ ایران کے فتح ہونے کے ساتھ ہی اسلام ایرانی تہذیب، ثقافت، رہن سہن اور زبان وبیان پر بھی غالب آگیا کیوں کہ یہ ایک فطرتی بات ہے کہ زبان، بیان، تہذیب اور ثقافت ہمیشہ فاتح قوموں کی ہی ہوتی ہیں۔ قرانی تعلیمات اور شروح کا سلسلہ ایران بھر میں جاری وساری ہوگیا۔ اس لیے ایرانی اپنی تفہیم کے لیے قران مجید کے صفحوں کے چاروں طرف خالی جگہ پر کچھ حواشی وغیرہ لکھ لیتے تھے انھیں حاشیوں کو صفحوں کے چاروں جوانب معلق ہونے کی وجہ سے "تعلیق" کہا جانے لگا۔ اور یہ خط بعد میں کئی سالوں تک رائج بھی رہا جو نسخ سے مختلف تھا مگر اب تو یہ بالکل ہی معدوم ہوچکا ہے اور اگر کہیں استعمال میں ہے بھی تو معلوم نہیں۔ مشہور فارسی شاعر اور خطاط جناب میر علی تبریزی نے ان دونوں خطوط "نسخ اور تعلیق" کی خوبیوں کو کمال مہارت سے اکٹھا کر کے ایک نیا خط "نسختعلیق" ایجاد کر لیا۔[۴] جس کا نام شروع میں کئی سالوں تک یہی رہا مگر بولتے بولتے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نہ جانے کب اس کا نام "نستعلیق" ہوگیا اور اب یہی رائج ہے۔

میر علی تبریزی کے اس خط "نستعلیق" کی ایجاد کے بارے میں ایک دلچسپ حکایت بھی مشہور ہے کہ ایک رات وہ سوئے ہوئے تھے کہ انھوں نے خواب میں ہنسوں کو اڑتے ہوئے دیکھا اور ان کی پرواز جو لچک دار پروں سے بڑی خوبصورت معلوم ہوتی ہے اور پَر مختلف انداز میں پرواز کے وقت اپنے انداز بناتے رہتے ہیں، بیدار ہونے کے بعد اسی سے متاثر ہوکر میر علی تبریزی نے تعلیق اور نسخ خط کی ہندوستانی خصوصیات کو ملا کر یہ خط" نستعلیق" وجود میں لایا۔[۵] اس کی حکایت کے سچے ہونے میں یہ دلیل لائی جاتی ہے کہ جس طرح ہنس کے اڑتے وقت اس کے پَر مختلف پیمانے اور زوایے بناتے رہتے ہیں۔ حال آں کہ پَر تو وہی رہتے ہیں مگر انداز مختلف ہوتے ہیں۔ اسی طرح خطِ نستعلیق میں حروف تو وہی رہتے ہیں مگر حرف جب دوسرے حرف سے مل کر لفظ بناتے ہیں تو لفظ کے ملاپ اور ترکیب کے وقت اس حرف کی شکل بار بار بدلتی رہتی ہے۔ جیسے صرف "ب" کی مثال دیکھتے ہیں کہ "بجلی، بلی، بطخ، بقا، بی بی" میں بخوبی دیکھا جاسکتا ہے کہ تمال الفاظ کی ابتدا "ب" سے ہورہی ہے اور تمام کے تمام

میں "ب" کی نشست اور ترکیب میں فرق ہے جو اشکال سے واضح ہے۔ اسی طرح الفاظ کے درمیان میں بھی انھیں حروف کی اشکال میں تبدیلی کو دیکھا جاسکتا ہے۔ اسی لیے ہنس کے اڑتے وقت پروں کی مختلف اشکال بنانے کی وجہ سے یہ حکایت بیان کی جاتی ہے۔

اردو زبان کے وجود میں آنے سے قبل ہی یہ خط برصغیر میں رائج تھا کیوں کہ مغلیہ دورِ حکومت میں فارسی کو دفتری وعدالتی زبان کا درجہ حاصل تھا اور اس زبان کا تمام تر خط یہی نستعلیق تھا۔ وہی انداز اور وہی اثر ورسوخ آج تک باقی اور قائم ودائم ہے۔ نستعلیق خط کے قواعد میں لکھنے کے لیے سب سے پہلے تو حروف کی الفاظ میں نشست وترکیب کا اندازہ وعلم ہونا بہت ضروری ہے کیوں کہ اس کے تمام الفاظ میں حروف کی تراکیب کو چار ربطات میں تقسیم کیا جاتا ہے جن میں آزاد، شروع میں، درمیان میں اور آخر کا مقام شامل ہے۔ مثال کے طور پر حرف "ج" کی مثالیں دیکھیے: لفظ کے شروع میں جابر، لفظ کے درمیان میں ابجد، لفظ کے آخر میں کالج اور آزاد کاج۔ اسی طرح تمام کے تمام حروف کی ترکیب کا ایک سلسلہ ہے جو باقاعدہ سمجھ کر ہی عمل کیا جاسکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ خطِ نستعلیق میں الفاظ لکھتے ہوئے حروف کی جسامت کو نقاط کے نظام سے سمجھا اور لکھا جاتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ابنِ مقلہ نے اس خط کی ایجاد کے ساتھ ہی اس کے لکھنے کے لیے قلم کے سائز کو بنیاد بنایا تھا۔ یعنی قلم کا وہ حصہ جس سے لکھا جاتا ہے اس کو خطاطی کی زبان میں "قط" کہا جاتا ہے۔ تو اسی قط کی بنیاد پر ہی الفاظ میں حروف کا سائز اور پیمائش مقرر کی جاتی ہے کہ کتنے قط حرف کا دائرہ یا پیٹ رکھنا ہے اور کتنے قط اس کی لمبائی اور اونچائی رکھنی ہے۔ اسی لیے اس لفظوں اور حروف کے نظام کو "نظام النقاط ونوکِ قلم" کہا جاتا ہے۔ جس سے خود بخود کسی بھی سائز کا لفظ لکھنا ہو قلم کا قط اس کا سائز مقرر کرتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح پھر نظام الدائرہ بھی وجود میں آیا جس میں اسی طرح قطوں کے سائز سے حروف کے سائز مقرر کیے جاتے ہیں۔

نستعلیق کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے اور چھاپہ خانوں میں چھپائی کے لیے استعمال کرنے کی جتنی کوششیں کی گئیں وہ شروع شروع میں سب کی سب ناکام ہوئیں۔ جن میں اولین کوششوں میں فورٹ ولیم کالج کا چھاپہ خانہ شامل ہے۔ اس کے علاوہ ریاستِ حیدر آباد دکن نے بھی اس سلسلے میں کوشش کی جو کامیاب نہ ہو سکی اور

پھر یہ تصور کر لیا گیا کہ تجارتی اور کاروباری سرگرمیوں کے لیے اس خط کو استعمال کرنا ایک انتہائی مشکل اور وقت طلب کام ہے کیوں کہ اس کے لیے دھاتوں کے کئی ایک ٹکڑے جمع کرنا پڑتے تھے اور استعمال میں لانا جنھیں پھر بھی ممکن نظر نہیں آتا تھا۔ مگر یہ کام اس وقت آسان اور ممکن ہوا جب جدید نستعلیق کی بنیادیں مرزا احمد جمیل نے رکھیں۔ انھوں نے جو نستعلیق ایجاد کیا اور کمپیوٹر کے ساتھ جدید تقاضے پورے کرتے ہوئے سوفٹ ویئر کو ترتیب دیا تو یہ جدت کے ساتھ تقریباً تمام تقاضے پورے کرتا دکھائی دیا۔ اسی نستعلیق کو آج دنیا بھر میں استعمال کیا جاتا ہے جس کا نام "جمیل نوری نستعلیق" ہے۔ مرزا احمد جمیل نے اس فونٹ کا نام اپنے والد کے نام پر رکھا جن کا نام "مرزا نور احمد" تھا۔ شروع میں اسے نوری نستعلیق کہا جاتا تھا مگر بعد میں اسے جمیل نوری نستعلیق کہا جانے لگا اور یہ اسی نام سے مشہور ہوا۔ اس کی ایجاد سے اردو دنیا میں بالعموم اور بالخصوص پاکستان میں اخباری و رسائل کے اداروں نے اسے پہلی دفعہ استعمال کرتے ہوئے ٹائپو گرافیکل نستعلیق بنا دیا جسے بعد میں میکانکی نستعلیق بھی کہا جاتا رہا۔ اسی فونٹ کی کمپیوٹر میں مانگ کو سامنے رکھتے ہوئے پہلا سوفٹ ویئر انڈیا میں بنایا گیا جس کا نام "اِن پیج" رکھا گیا اور اسے دنیا بھر میں شہرت اور مقبولیت نصیب ہوئی مگر پاکستان میں اس روایت کو آگے بڑھانے میں کوئی کاوش سامنے نہ آئی۔

فونٹ کی خوبصورتی اس کے بنانے والی کی محنت اور توجہ کی مرہونِ منت ہوتی ہے۔ جس کو نستعلیق نے بخوبی اپنے اندر سمو لیا ہے اور یہ معنوی، طبعائی اور رعنائی و خوبصورتی میں جتنا ہاتھ سے لکھنے میں خوبصورت دکھائی دیتا ہے اتنا ہی یہ کمپیوٹر پر بھی دلکش اور حسین نظر آتا ہے۔ یہاں تک پہنچنے میں اور اردو میں استعمال میں اپنے آپ کو منوانے میں اس فونٹ نے صدیوں کا سفر طے کیا ہے۔ جس میں کئی ایک استادانِ خطاطی کا ہاتھ ہے جن میں معتبر ترین خطاطوں میں میر علی تبریزی، مرتضیٰ قلی خان شاملو، میر عماد، محمد شفیع ھروی، مرزا بزرگ نوری، درویش عبدالمجید طالقانی، مشکن قلم اور مرزا جعفر طریزی شامل ہیں۔[۶] نستعلیق کی خوبصورتی میں اس کے مراحل اور اس خط کے پیش رو خطوط عربی، نسخ، فارسی، ثلث، رقعہ، دیوانی اور تعلیق کی پیچیدگیوں کے سلسلے بھی شامل ہیں۔ نستعلیق کے استعمال میں احتیاطی تدابیر اور اس کی حفاظتی کاوشیں، نستعلیق کے ٹائپ کی جانچ اور پرداخت، میکانکی طباعت

کے سارے مراحل بھی شامل ہیں۔ پھر کہیں جا کر آج اردو میں، فارسی اور کہیں کہیں عربی میں بھی ہم اسے اس قابل دیکھ رہے ہیں کہ یہ ایک خوبصورت معیاری رعنائی و طبعائی میں کمال، حروف و الفاظ کے دائروں ،نقطوں، شوشوں، صعود میں دلکش ہوا ہے۔ جس کے بارے میں پروفیسر مرزا سجاد نے کہا تھا:

> "نستعلیق کی کششوں اور دائروں میں جان اور تناسب دونوں موجود ہیں جو خوبصورتی اور حسن کے لیے لازمی ہیں۔ اب رسم خط، خطاطی کی حدود سے نکل کر نقاشی کی قلمرو میں داخل ہو گیا۔ حرفوں کی نوک پلک میں نزاکت پیدا ہونے لگی۔ ایک ایک حرف میں نقاشی کی خوبی، مصوری کی نزاکت اور وہ حسن و انداز پیدا کیا گیا کہ ہر لفظ بجائے خود ایک تصویر ہو گیا اور سطریں تصویروں سے ہمسری کرنے لگیں۔"(۷)

اس بات میں شک نہیں کہ خطِ نستعلیق میں نزاکت، حسن اور تکلف بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ خط اب بھی پاکستان، ہندوستان، افغانستان، بنگلہ دیش، چین، ایران، عرب اور ایشیاء کے اور بھی ممالک میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس خط میں میں کئی ایک زبانیں لکھی جا رہی ہیں جن میں اردو، ہندی، فارسی، کشمیری، پشتو، بلوچی، ترکی، کردی، لوری، دری، ترکمان، ازبک، سرائیکی، پنجابی، سندھی، کوہستانی، بلتی اور پاکستان میں بولی جانے والی تمام دوسری زبانیں بھی اسی خط میں لکھی جاتی ہیں۔ چین کے صوبے سنکیانگ کے ترکی الاصل اویغور بھی اپنی زبان کے لیے یہ خط استعمال کرتے ہیں۔ اگرچہ اس خط کے استعمال کا سہرا فارسی اور اردو زبان کے سر جاتا ہے مگر دوسری کئی قومیں بھی اس سے استفادہ کر رہی ہیں۔

## حوالہ جات


۱۔ ضیا احمد بدایونی، پروفیسر، فنِ خطاطی و مخطوطہ شناسی، مرتبہ: فضل الحق، ڈاکٹر، شعبہ اردو، دہلی یونیورسٹی، دہلی، ۱۹۸۲ء، ص ۲۸

۲۔ https://ur.wikipedia.org/wiki/%D8%AE%D8%B7%D9%86%D8%B3%D8%AE

وقت 05:15 pm، تاریخ 6 جون 2020ء

۳۔ ایضاً، وقت 05:30 pm، تاریخ 6 جون 2020ء

۴۔ سید محمد سلیم، پروفیسر، اردو رسم الخط، مقتدرہ قومی زبان، کراچی، ۱۹۸۱ء، ص ۷۶

۵۔ https://ur.wikipedia.org/wiki/%D9%85%DB%8C%D8%B1_%D8%B9%D9%84%DB%8C_%D8%AA%D8%A8%D8%B1%DB%8C%D8%B2%DB%8C وقت 06:40 pm، تاریخ 6 جون 2020ء

۶۔ https://ur.wikipedia.org/wiki/%D8%AE%D8%B7_%D9%86%D8%B3%D8%AA%D8%B9%D9%84%DB%8C%D9%82#%D9%88%D8%AC%DB%81_%D8%AA%D8%B3%D9%85%DB%8C%DB%81 وقت 12:30 pm، تاریخ 7 جون 2020ء

۷۔ سجاد مرزا، محمد، اردو رسم خط، انتظامی مشین پریس، حیدرآباد، دکن، ۱۹۴۰ء، ص ۱۱